امام ربانی کی
تحریک اصلاح تصوف

تحریر
اقبال احمد اختر القادری



رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

امام ربانی کی

تحریک اصلاح تصوف

تحریر

اقبال احمد اختر القادری

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

سلسلہ کتب 205

نام کتاب: .... امام ربانی کی تحریک اصلاح تصوف

مصنف: .... اقبال احمد اختر القادری

صفحات: 16

مطبع: .... احمد سجاد آرٹ پریس، لاہور فون 7357159

ناشر: .... رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ) لاہور

ہدیہ: .... دعائے خیر بحق معاونین رضا اکیڈمی

نوٹ

بیرون جات کے حضرات بیس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر

طلب فرمائیں

رضا اکیڈمی (رجسٹرڈ)

محبوب روڈ۔ رضا چوک۔ مسجد رضا۔ چاہ میراں فون: 7650440

لاہور نمبر ۳۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

امام ربّانی کی
تحریک اصلاحِ تصوّف



حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات کسی تعارف کی محتاج ......نہیں، وہ ۹۷۱ھ/۱۵۶۴ء کو بھارت کے صوبہ پنجاب کے شہر ''سرہند'' میں پیدا ہوئے [۱]...... اصلاحی اور تجدیدی کارنامے انجام دینے کے بعد ۱۰۳۴ھ/۱۶۲۴ء کو وہیں وصال فرمایا [۲]....... آپ کی تجدیدی اور اصلاحی کوششیں کسی سے پوشیدہ نہیں۔ آپ کے مکتوبات شریف علم ودانش کا عظیم خزانہ ہیں۔

حضرت امام ربانی نے اپنی اصلاحی کوششوں کا آغاز اکبر بادشاہ کے عہد سے کیا جو جہانگیر کے عہدِ حکومت میں بارآور ہوئیں ......دربارِ اکبری اور دربارِ جہانگیری کے وزراء اور امراء کے آپ سے قریبی روابط تھے، جہانگیر کے دربار میں جاکر اور جہانگیر کے ساتھ سفر وحضر میں رہ کر بڑے تحمل وتدبّر کے ساتھ اسلام کا پیغام پہنچایا اور تجدید واصلاح کا حق ادا کیا [۳]....... آپ نے احیاء سنت، بدعات کے استیصال، اسلامی حکومت کے قیام، سیاسیات میں غیر مسلموں سے عدم تعاون اور اسلامی ہند کی تعمیر نو کے لئے جدوجہد کی اور شریعت، طریقت، سیاست، حکومت، معاشرت اور معیشت کے شعبوں میں گرانقدر کارہائے نمایاں انجام دیئے.......

عوم تو عوام خواص بھی شریعت سے بیگانہ ہوتے جارہے تھے، آپ نے اپنے علمی مکالمات اور مکتوبات کے ذریعے آشنائے شریعت کیا، صوفیائے عظام طریقت کے حقیقی معنی سے ناواقفیت کی وجہ سے گمراہ ہورہے تھے...... آپ نے ان کو طریقت کا واقف کار اور اداشناس بنایا...... بعض صوفیاء میں یہ خیال پیدا ہوگیا کہ شریعت اور طریقت دو الگ الگ حقیقتیں ہیں، حضرت امام ربانی نے اس فاش غلطی کا ازالہ کیا اور واضح فرمایا کہ شریعت اور طریقت ایک ہی حقیقت کے دو رُخ ہیں، چنانچہ شیخ محمد یوسف کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں ......

''اپنے ظاہر کو ظاہر شریعت سے اور باطن کو باطن شریعت یعنی حقیقت سے آراستہ پیراستہ رکھیں کیونکہ حقیقت اور طریقت دونوں شریعت ہی کی حقیقت اور طریقت سے مراد ہیں نہ یہ کہ شریعت اور ہے اور طریقت وحقیقت کچھ اور' کہ یہ الحاد اور زندقہ ہے''[۴] ....

ایک اور مکتوب میں سید احمد قادری کو تلقین فرماتے ہیں......

''شریعت اور طریقت ایک دوسرے کا عین ہیں اور حقیقت میں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں'' [۵] ....

شریعت اور طریقت کو الگ الگ تصور کرنے کے خیال کو حضرت امام ربانی بدعقیدگی کہتے ہیں اور اس سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں چنانچہ شیخ فرید بخاری کے نام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں ....

''ایسے بُرے اعتقاد سے اللہ کی پناہ، طریقت اور شریعت

ایک دوسرے کے عین ہیں اور بال بھران کے درمیان فرق نہیں

ہے۔فرق صرف اجمال اور تفصیل اور استدلال اور کشف کا ہے

جو کچھ شریعت کے مخالف ہے مردود ہے۔.......

كُلُّ حَقِيقَةٍ رَدَّتْهُ الشَّرِيعَةُ فَهُوَ زَنْدِقَةٌ"

اور جس حقیقت کو شریعت نے رد کردیا وہ زندقہ ہے"[۶]......

یہ فکر بھی پروان چڑھنے لگی کہ ظاہر اور ہے اور باطن اور......اس اصول کی بنیاد پر نام نہاد صوفیاء اپنے آپ کو شریعت کی پابندی سے آزاد کرنا چاہتے تھے۔یہ فاسد خیال آج بھی کئی خانقاہوں سے پروان چڑھ رہا ہے، امام ربانی، مولانا حمید الدین بنگالی کے نام ایک مکتوب میں اس خیال کا رد فرماتے ہوئے لکھتے ہیں ......

"شریعت ظاہری اعمال کا نام اور یہ معاملہ اس جہان میں باطن سے تعلق رکھتا ہے، ظاہر ہمیشہ شریعت کے ساتھ مکلّف ہے اور باطن اس معاملہ میں گرفتار ہے چونکہ یہ جہان دار عمل ہے، باطن کو ظاہری اعمال سے بڑی مدد ملتی ہے اور باطن کی ترقیات شریعت کے بجالانے پر، جو ظاہر سے تعلق رکھتی ہے منحصر اور موقوف ہیں پس اس جہان میں ہر وقت ظاہر و باطن کے لیئے شریعت کا ہونا ضروری ہے، ظاہر کا کام شریعت پر عمل کرنا ہے اور اس کے نتائج و ثمرات باطن کے نصیب ہیں۔ پس شریعت تمام کمالات کی ماں اور تمام مقامات کا اصل ہے"......[۷]

اسلام طہارت، پاکیزگی اور ستر پوشی کی تعلیم دیتا ہے مگر آج گمراہی و بدعقیدگی کا

عالم یہ ہو گیا کہ جس کسی مخبوط الحواس کو برہنہ اور بے سروپا باتوں میں مصروف پایا اسے ولی کامل سمجھ لیا، منع کرنے پر لوگ باز نہیں آتے بلکہ بہت برا مانتے ہیں۔

حضرت امام ربانی نے اس شیطانی خیال کا رد فرمایا ہے اور پیر کامل کے اوصاف اس طرح بیان فرمائے ہیں ....

''پیر ایسا ہونا چاہیئے جو جذبہ اور سلوک کی دولت سے مشرف ہوا ہو اور فنا و بقا کی سعادت سے بہرہ ور ہو اور سیر الی اللہ اور سیر فی اللہ اور سیر عن اللہ باللہ اور سیر فی الاشیاء باللہ کو انجام تک پہنچایا ہو اور اس کا جذبہ اس کے سلوک پر مقدم ہے اور مرادوں کی تربیت سے تربیت یافتہ ہے تو اس کا وجود سرخ گندھک کی طرح ہے۔ اس کا کلام دوا اور اس کی نظر شفاء ہے مردہ دل اس کی توجہ شریف سے زندہ ہوتے ہیں اور مرجھائی ہوئی جانیں اس کے لطیف التفات سے تازہ ہوتی ہیں اور اگر اس قسم کا صاحب دولت نہ ملے تو سالک مجذوب بھی غنیمت ہے وہ بھی ناقصوں کی تربیت کر سکتا ہے اور فنا و بقا کی دولت تک پہنچا سکتا ہے۔ ....

آسماں نسبت بعرش آمد فرود ورنہ
بس عالی است پیش خاک تود

(آسمان اگرچہ عرش سے نیچے ہے لیکن
زمین سے تو اونچا ہے'') ۸ ....

ایک اور مکتوب میں فرماتے ہیں......

''پیر وہ ہے جو مرید کو حق سبحانہ کی طرف رہنمائی کرے''۔ [۹] ....

نفس امارہ کی سرگرمیوں کو ختم کرنے اور اس کی خواہشات کی اصلاح کے لئے سخت ریاضتیں اور مجاہدات کا رواج چل نکلا...... حضرت امام ربانی، نفسانی خواہشات سے نجات حاصل کرنے کیلئے شریعت وسنت پر عمل کرنے کو بہترین تریاق فرماتے ہیں، چنانچہ سید حسین مانک پوری کو ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں ....

''پیر وہ ہے جو مرید کو حق سبحانہ کی طرف رہنمائی کرے یہ بات تعلیم طریقت میں زیادہ ملحوظ اور واضح ہے کیونکہ پیر تعلیم شریعت کا استاد بھی ہے اور طریقت کا رہنما بھی ہے برخلاف پیر خرقہ کے۔ پس پیر تعلیم کے آداب کی زیادہ تر رعایت کرنی چاہیئے اور پیر بننے اور کہلانے کا زیادہ مستحق یہی ہے اور اس طریق میں ریاضتیں اور مجاہدے نفس امّارہ کے ساتھ احکام شرعی کے بجالانے اور سنت سنیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی متابعت کو لازم پکڑنے سے ہیں کیونکہ پیغمبروں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے سے نفس امّارہ کی خواہشوں کو دور کرنا مقصود ہے جو اپنے مولائے جل شانہ کی دشمنی میں قائم ہے پس نفس کی خواہشوں کا دور ہونا احکام شرعی کے بجالانے پر وابستہ ہے۔ جس قدر شریعت میں راسخ اور ثابت قدم ہوگا اسی قدر ہوائے نفس سے دور تر ہوگا کیونکہ نفس پر شریعت کے

اوامر ونواہی کے بجالانے سے زیادہ دشوار کوئی چیز نہیں ہے اور صاحب شریعت کی پیروی کے سوا کسی چیز میں اس کی خرابی متصور نہیں ہے، وہ ریاضتیں اور مجاہدے جو سنّت کی تقلید کے سوا اختیار کریں وہ معتبر نہیں ہیں کیونکہ جوگی، ہندو برہمن اور یونان کے فلسفی اس امر میں شریک ہیں اور وہ ریاضتیں ان کے حق میں گمراہی کے سوا کچھ زیادہ نہیں کرتیں"....... [10]

ایک اور مکتوب میں مولانا بدرالدین کو تحریر فرماتے ہیں ....

"شرع شریف نفس امارہ کی رسوم کو مٹانے اور اس کی خواہشات کو دور کرنے کیلئے وارد ہوئی ہے گویا ہوائے نفس اور شریعت کی متابعت دو طرفیں ہیں جو ایک دوسرے کی نقیض ہیں پس اس دشواری کا وجود ہوائے نفس کے وجود پر دلالت کرتا ہے اور جس قدر ہوائے نفس زیادہ ہوگی اسی قدر یہ دشواری زیادہ ہوگی پس جب خواہشِ نفس بالکل دور ہو جائے گی یہ دشواری بھی دور ہو جائے گی ....اس کے علاوہ ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ مستقیم الاحوال صوفیہ احوال واعمال اور علوم ومعارف میں ہرگز شریعت سے تجاویز نہیں کرتے اور جانتے ہیں کہ شریعت کا بقیہ خلاف حال کسی خرابی اور نادرستی سے پیدا ہے اگر حال درست وصادق ہوتا تو شریعت حقہ کے مخالف نہ ہوتا"....... [11]

کرامات وخوارق کا ظاہر ہونا کسی کی ولایت کی شرط و دلیل نہیں، دنیا میں بے شمار عامل پائے جاتے ہیں جو نہ خدا کو مانتے ہیں اور نہ ہی نبوت ورسالت پر ایمان رکھتے ہیں مگر محیر العقول کرشمے کرتے دکھائی دیتے ہیں ......حدیث پاک میں آیا کہ زمانہء قربِ قیامت دجال کا ظہور ہوگا جو بڑے بڑے کرشمے دکھائے گا اور قرآن حکیم میں بھی ساحرین فرعون کے کرشموں کا ذکر ملتا ہے جس سے ظاہر ہے کہ کرشمے دکھانا دلیل صداقت نہیں اور یہ کہ اس کے لئے ولایت تو کجا ایمان ہونے کی دلیل بھی نہیں ہوگی، معلوم ہوا کہ ولایت کیلئے کرامت ضروری نہیں، مگر بعض لوگ کرامات کو ولایت کا معیار تصور کرنے لگے ......حضرت امام ربانی اس خیال کا رد فرماتے ہیں چنانچہ میر محمد نعمان کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں ....

"آپ کو واضح ہو کہ خوارق وکرامات کا ظاہر ہونا ولایت کی شرط نہیں۔ جس طرح علماء خوارق کے حاصل کرنے کے مکلّف نہیں ہیں اسی طرح اولیاء خوارق کے ظہور پر مکلّف نہیں ہیں کیونکہ ولایت قرب الٰہی سے مراد ہے جو ماسوائے کے نسیان کے بعد اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو عطا فرماتا ہے"...... [۱۲]

"جو دولتِ قرب سے مشرف ہیں اولیاء اللہ ہیں، نہ غائبانہ امور کا کشف ان کی ولایت کو بڑھاتا ہے اور نہ عدم کشف ان کی ولایت کو گھٹاتا ہے۔" [۱۳]

ایک اور مکتوب میں اپنے پیرزادوں خواجہ عبد اللہ اور خواجہ عبید اللہ کے نام اپنے ذاتی نظریہ کی اس طرح وضاحت فرمائی ہے ....

"وہ احوال ومواجید جو غیر شرع اسباب پر مترتب ہوں فقیر کے نزدیک استدراج کی قسم سے ہیں کیونکہ استدراج والوں کو بھی احوال واذواق حاصل ہوتے ہیں اور جہان کی صورتوں کے آئینوں میں کشف وتوحید اور مکاشفہ ومعائنہ ان کو ظاہر ہو جاتے ہیں اس امر میں حکماء یونان اور ہند کے جوگی اور برہمن سب برابر ہیں۔ احوال کے سچا اور صادق ہونے کی علامت علوم شرعیہ کے ساتھ ان کا موافق ہونا اور محرمہ اور مشتبہ امور کے ارتکاب سے بچنا ہے" [۱۴]

حضرت امام ربانی کے نزدیک ایک ولی اللہ کی سب سے بڑی کرامت یہی ہے کہ اس کی زندگی کا ہر قول وفعل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کے مطابق ہو، وہ تصوف کو سنت کے سانچے میں ڈھلا ہونے کے قائل ہیں وہ صوفیاء کے ان اقوال کے قبول کرنے کے بھی قائل نظر نہیں آتے جو شرع کے مطابق نہ ہوں چنانچہ مولانا بدرالدین کے نام ایک مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں ....

"اگر ان (صوفیاء) کا کلام احکام شریعہ کے مطابق نہیں ہے تو اس کا ہرگز اعتبار نہیں ہے اور نہ ہی حجت کے لائق ہے کیونکہ حجت اور تقلید کے لائق علمائے اہل سنت وجماعت کے اقوال ہیں پس صوفیہ کا جو کلام علمائے اہل سنت وجماعت کے اقوال کے موافق ہے وہ قبول ہے اور جو ان کے اقوال کے

مخالف ہے وہ مردود اور نامقبول ہے"...... [15]

بعض نام نہاد صوفیاء شریعت مطہرہ کے خلاف عمل کرتے دکھائی دیتے ہیں اور ان کی اندھی تقلید کرنے والے جہلا بھی ان کا ارتکاب کرتے ہیں، حضرت امام ربانی نہ صرف نام نہاد بلکہ حقیقی صوفیاء کرام سے بھی حالت سکر میں خلافِ شریعت ہونے والے کام کو غیر صحیح اور اس کی تقلید کو ناجائز فرماتے ہیں' چنانچہ مولانا بدرالدین کے نام ایک تفصیلی مکتوب کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں......

"حاصل کلام یہ کہ اگر صوفی غلبہ حال یا سکر وقت میں اپنے کشف سے کوئی ایسا کام کرے جو شریعت کے مخالف ہو تو وہ معذور ہے اور اس کا کشف غیر صحیح ہے اور اس کی تقلید ناجائز اور نادرست ہے" [16]

ایک طبقہ میں سماع (مع مزامیر) کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے حالانکہ اسلامی نقطہ نظر سے یہ درست نہیں...... حضرت امام ربانی نے اس خیال کی اصلاح کیلئے سب سے پہلے سلسلہ چشتیہ کے معروف بزرگ حضرت بابا فریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ سے درخواست کی' چنانچہ منقول ہے کہ ایک دن امام ربانی کے حجام نے عرض کیا کہ میں عرس فریدی میں شرکت کیلئے پاکپتن شریف جا رہا ہوں...... آپ نے اسے ایک رقعہ دیا اور فرمایا کہ مسجد اولیاء پاک پتن شریف کے اندر اس حلیہ کا ایک شخص ہوگا تم انہیں میرا سلام کہنا اور یہ رقعہ پیش کرنا اور وہ جو جواب ارشاد فرمائیں وہ مجھے پہنچا دینا...... حجام عرس شریف میں حاضر ہوا اور پھر مسجد اولیاء میں حسب ہدایت بتائے گئے حلیہ کے شخص کو تلاش کر کے امام ربانی کا رقعہ پیش کیا۔ انہوں نے ملاحظہ

فرما کر اپنی طرف سے جواب تحریر کر کے حجام کو عنایت کیا، جب حجام واپس سرہند شریف پہنچا تو جواب امام ربانی کو پیش کر دیا...... امام ربانی نے جب یہ جواب پڑھا تو زارو قطار آنسو بہنے لگے، خوب روئے پھر تھوڑی ہی دیر بعد آپ مسکرانے لگے، حجام کے استفسار پر ارشاد فرمایا کہ میں نے تمہارے ذریعہ بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں وہ رقعہ بھیجا تھا اور تم مسجد اولیاء میں جس ہستی سے ملے تھے وہ خود بابا فرید الدین رحمۃ اللہ علیہ تھے، میں نے انہیں لکھا تھا کہ آپ خود سنت و شریعت کی پابندی میں مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں آپ کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے تو آپ اپنے مزار مقدسہ پر لوگوں کو غیر شرعی رسومات سے کیوں نہیں روکتے۔! اس پر حضرت نے جواباً تحریر فرمایا کہ میں عالم برزخ میں ہوں اور اب تبلیغ دین کا فریضہ میرے ذمہ نہیں ہے بلکہ یہ اب آپ لوگوں کی ذمہ داری ہے لہذا آپ پر لازم ہے کہ دین اسلام کی تبلیغ کا فریضہ بلا لومتہ لائم سرانجام دیں، تو میں اس لیئے رویا کہ مجھ سے اپنا فریضہ کماحقہ سرانجام نہ ہوسکا...... [۱۷]

اس واقعہ کے بعد امام ربانی نے اعراس بزرگان دین پر ہونے والی غیر شرعی رسومات اور خاص کر رقص وسرود کی محافل کے حوالے سے اصلاحی کوششیں تیز کر دیں، آپ نے اعلان فرمایا کہ......

"جو رقص وسرود آج کل متعارف ہے اور جو مجلس واجتماع آج کل (اعراس میں) مشہور و معروف ہیں ان کے مضر محض اور منافیء شرع ہونے میں کچھ شک نہیں، عروج وہاں بے معنیٰ ہے سماع سے مدد اور استعانت مفقود ہے اور

اس کی مضرت ونقصان موجود ہے"۔ [18]

ایک اور جگہ تحریر فرماتے ہیں کہ.......

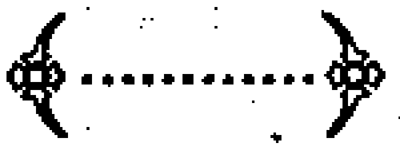
"سماع ورقص درحقیقت لہو ولعب میں داخل ہے"

......"جو شخص منسوخ حدیث یا روایت شاذ کو سرود کے مباح ہونے پر دلیل کے طور پر پیش کرے تو یہ امر قابل اعتبار نہیں کیونکہ کسی فقیہہ نے کسی عہد میں سرود کے مباح ہونے کا فتویٰ نہیں دیا اور نہ ہی رقص و پا کوبی کو جائز قرار دیا ہے اور صوفیاء کا عمل حل وحرمت میں سند نہیں ہے صرف یہی کافی ہے کہ ہم انہیں معذور سمجھیں اور انہیں ملامت نہ کریں یہاں تو امام ابوحنیفہ، امام ابویوسف اور امام محمدؒ کا قول معتبر ہے نہ کہ ابوبکر شبلی، ابی حسن نوری کا عمل، اس زمانہ کے خام صوفیوں نے اپنے پیروں کے عمل کا بہانہ کر کے سرود ورقص کو اپنا دین بنالیا ہے اور اس کو طاعت وعبادت سمجھ لیا ہے!۔ [19]

پیش کردہ حقائق سے حضرت امام ربانی کی اصلاح تصوف کیلئے چلائی گئی تحریک اور سعیٔ بلیغ بخوبی عیاں ہوجاتی ہے.......آپ نے شریعت اور طریقت کے رشتے کو مستحکم کیا کہ خام خیال صوفیاء کے سبب یہ رشتہ ٹوٹ رہا تھا' آپ نے اپنے مکتوبات اور مکالمات میں باطل نظریاتِ تصوف (جن کا اسلامی تصوف سے دور کا بھی تعلق نہ تھا) کی مخالفت اور اصلاح کا اہم کارنامہ سرانجام دیا اور اس طرح اپنے عہد کے ایک بڑے فتنے کی سرکوبی فرمائی......اصلاح تصوف کیلئے آپ کے ارشادات نہ صرف

آپ کے عہد مبارک بلکہ ہر زمانہ وعہد کے صوفیاء کیلئے مینارۂ نور کی حیثیت رکھتے ہیں...... امام ربانی نے ہر آنے والے عہد کے صوفیاء کو بھی اس طرح تلقین فرمائی ہے........

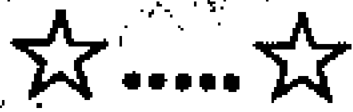
> ''اس طرح زندگی گذاریں کہ اس وراثت کے حق دار ہو جائیں، اپنے ظاہر کو ظاہر شریعت سے اور باطن کو باطن شریعت سے جو حقیقت سے عبارت ہے آراستہ و پیراستہ کریں کیونکہ حقیقت طریقت، حقیقت شریعت سے عبارت ہے اور راہ شریعت پر چلنا ہی حقیقت ہے''۔[۲۰]



ڈاکٹر اقبال احمد اختر القادری
نقشبندی مجددی

L-317/5-B-2، نارتھ کراچی (75850) پاکستان

حواشی وحوالے



۱...... خواجہ محمد ہاشم کشمی، زبدۃ المقامات (مترجم از ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خاں) مطبوعہ سیالکوٹ ۱۴۰۷ھ، ص ۱۹۰

۲...... ایضاً ص ۳۹۳

۳...... ر،ک، مجددالف ثانی حالات، افکاروخدمات از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد، مطبوعہ کراچی ۱۹۹۵ء

۴...... مجددالف ثانی شیخ احمد سرہندی، مکتوبات امام ربانی (مترجم مولانا قاضی عالم الدین نقشبندی) مطبوعہ لاہور ۲۰۰۰ء، جلداول مکتوب نمبر ۵۷،

۵...... ایضاً، جلداول مکتوب نمبر ۸۴

۶...... ایضاً، جلداول مکتوب نمبر ۴۳، ص ۱۸۷

۷...... ایضاً، جلداول مکتوب نمبر ۴۶

۸...... ایضاً، جلداول مکتوب نمبر ۲۹۲، ص ۶۷۳

۹...... ایضاً، جلداول مکتوب نمبر ۲۲۱، ص ۴۲۵

۱۰...... ایضاً، جلداول مکتوب نمبر ۲۲۱، ص ۴۲۵

۱۱...... ایضاً، جلداول مکتوب نمبر ۲۸۹، ص ۶۵۱

۱۲...... ایضاً، جلددوم مکتوب نمبر ۹۲، ص ۲۴۳

۱۳...... ایضاً، جلددوم مکتوب نمبر ۹۲، ص ۲۴۳

۱۴...... ایضاً، جلداول مکتوب نمبر ۲۶۶، ص ۵۶۱

۱۵...... ایضاً، جلداول مکتوب نمبر ۲۸۹، ص ۶۵۱

۱۶...... ایضاً، جلداول مکتوب نمبر ۲۸۹، ص ۶۵۱

۱۷...... صوفی غلام سرور نقشبندی مجددی، حضرت مجدد الف ثانی کی دینی وملی خدمات، مطبوعہ لاہور ۲۰۰۰ء، ص ۵۳

۱۸...... مکتوبات امام ربانی، جلداول مکتوب نمبر ۲۸۵

۱۹...... ایضاً، جلداول مکتوب نمبر ۲۶۶ ص ۵۶۱

۲۰...... ایضاً، جلداول، مکتوب نمبر ۵۷

☆......☆......☆

ماشاء اللہ

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان اوراد سے بہت کچھ پایا۔

ورد اللہ

ہفتہ	کے دن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ سو بار پڑھنے سے غم دور ہو جاتے ہیں
اتوار	کے دن یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ہزار بار پڑھنے سے روزی غیب سے پہنچے
پیر	کے دن بھی یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ ہزار بار پڑھنے سے روزی بڑھے
منگل	کے دن صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ ہزار بار پڑھنے سے ہر بلا ٹل جائے
بدھ	کے دن اَسْتَغْفَار ہزار بار پڑھنے سے قبر کے عذاب سے محفوظ رہے
جمعرات	کے دن لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْمَلِکُ الْحَقُّ الْمُبِیْن ہزار بار پڑھنے سے مالامال ہو جائے
جمعہ	کے دن اَللّٰہُ ھُوْ سو مرتبہ پڑھنے سے تنگی دور ہو جاتی ہے